مولانا محمد تقی امینی

آخرت کا ثبوت

کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَکُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡیَاکُمۡ...... الخ ۲۱
وَھُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ

تم اللہ کا کیسے انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے، پھر اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اسی کے پاس واپس جاؤ گے۔ ۱؎ اللہ وہ ہے جس نے تم سب کے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں۔ ۲؎ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو انہیں سات آسمان بنایا اور وہ ہر چیز جانتا ہے ۳؎

○

۱؎ یہ خطاب بھی تمام انسانوں کے لئے ہے۔ کسی خاص گروہ و زمانہ کے لئے نہیں ہے، پہلے اس حقیقت کو ظاہر کیا کہ آخرت سے انکار گویا اللہ کا انکار ہے۔ اس وجہ سے کہ آخرت کو مانے بغیر اللہ کو ماننے کی بات بے معنی رہتی ہے، پھر خاص انداز میں آخرت کی زندگی کو سمجھایا اور فرمایا کہ تم پہلے بے جان تھے۔ تمہیں زندگی ملی، پھر موت آئے گی اس کے بعد اللہ ہی کی طرف واپسی ہوگی۔

یہ واپسی گویا اسی طرح ہوگی جس طرح کی واپسی اس 'پردیسی' کی ہوتی ہے جو کمانے کے لئے باہر جاتا ہے اور پھر اپنے گھر واپس آتا ہے۔ آیت میں آخرت کی زندگی کے لئے رجوع (لوٹنا۔ واپس ہونا) کا لفظ لایا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زندگی پہلے اللہ کے پاس تھی۔ درمیان میں نیکی اور بھلائی کمانے کے لئے دنیا میں بھیجی گئی، پھر اللہ ہی کے پاس واپس جائے گی، لیکن اللہ کے پاس لوٹنے سے یا واپس ہونے سے پہلے موت ضروری ہے جس طرح ہر شئے کا تخم (بیج) مٹی میں ملنے کے بعد سرسبز و شاداب بن کر نکلتا ہے۔ اسی طرح زندگی کا

تخم (بیج) بھی مٹی میں ملنے کے بعد آخرت کی زندگی کی شکل اختیار کرتا ہے۔

پھر دلیل یہ بیان فرمائی کہ جس زندگی کے لئے زمین و آسمان کا نظام قائم کیا گیا اور جس کو پروان چڑھانے کے لیے ساری چیزیں پیدا کی گئیں۔ اگر وہ زندگی اسی دنیا پر ختم ہو جاتی اور آگے نہ بڑھتی تو یہ سارا نظم و انتظام کھلنڈرے کا کھیل بن کر رہ جاتا اور چند دن زندگی گذارنے کے علاوہ کوئی پائیدار مقصد اس سے نہ حاصل ہوتا۔ دوسرا بڑا نقصان یہ ہوتا کہ زندگی ہر قید و بند سے آزاد ہو کر اسی سطح پر آجاتی جو جانوروں کی سطح ہے۔ حالانکہ انسان انسان ہے جس کو اپنی عزت و شرافت برقرار رکھنے کے لئے پابندی ضروری ہے اور جانور جانور ہے جس کو اپنی زندگی گذارنے کے لئے انسان جیسی پابندی نقصان دہ ہے۔

زمین و آسمان کا انتظام اور اس کی ساری چیزیں اس لئے ہیں کہ انسان اللہ کا فرمانبردار رہ کر اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔ عزت و شرافت کے ساتھ زندگی گذارے اور چیزوں کو استعمال کر کے زیادہ سے زیادہ ان کو مفید و کارآمد ثابت کر دکھائے، نیکی و بھلائی کمانے میں یہ سب داخل ہیں۔ اگر بات اسی زندگی پر ختم ہو گئی آگے نہ بڑھی تو انسان نہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گا نہ عزت و شرافت برقرار رکھنے میں کوئی پابندی محسوس کرے گا۔ نہ دنیا کی بیشمار محرومیوں اور ناکامیوں کا صلہ پائے گا اور نہ چیزوں کو مفید و کارآمد ثابت کرنے میں کوئی اعلیٰ مقصد (اللہ کی رضا و خوشنودی اور آخرت میں کامیابی) سامنے رکھے گا۔

رہی یہ بات کہ دوسری زندگی کہاں ہوگی؟ اس دنیا میں ہوگی یا اور کہیں ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دنیا میں جس قدر ناگواریاں پیش آتی ہیں رنج و تکلیف کا تجربہ ہوتا ہے اور حوصلوں کا خون کرنا پڑتا ہے ان کے پیش نظر ہر شخص کا جی یہی چاہتا ہے کہ دوسری زندگی یہاں نہ ہو یا کم سے کم اس زمین کے اوپر اور اس آسمان کے نیچے نہ ہو، پھر کہاں ہو؟ ایسی جگہ ہو جہاں ہمارا محبوب و دل کا پیارا (اللہ ﷻ) اپنی تمام تر جلوہ آرائیوں کے ساتھ نمودار ہو۔ آمنے سامنے گفتگو کے مواقع ہوں، وعدے وعید پورے ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھیں پھر انتہائی شکر گذاری کے عالم میں یہ کہتے ہوئے اس کے سامنے عجز و نیازمندی کا سر رکھ دیں۔

ترے جلووں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی
زبان بے نگہ رکھ دی نگاہ بے زباں رکھ دی!!!

لہ یعنی اللہ نے جتنی چیزیں پیدا فرمائیں وہ سب کے لئے ہیں۔ ہر شخص ان کو لینے اور

حاصل کرنے کا حق دار ہے۔ اللہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے، رکاوٹ جو کچھ ہے وہ اپنی طرف سے ہے کہ لینے اور حاصل کرنے کے لئے جیسی محنت، تدبیر اور جد وجہد درکار ہے وہ نہ ہو سکی، یا رکاوٹ دوسروں کی طرف سے ہے کہ یہ لوگ وہ اسباب و ذرائع نہ مہیا کر سکے کہ جن سے دوسروں کو لینے اور حاصل کرنے میں سہولت ہوتی۔

سماء کے معنی بلندی اور وسعت کے ہیں۔ زمین سے اوپر آسمان کے نام سے جو کچھ ہے اس کے بارے میں اب تک جتنا معلوم کیا گیا ہے وہ اس کے مقابلے میں بہت کم ہے جو معلوم نہیں کیا جا سکا ہے۔ اس کا اقرار ماہرین فن کو اچھی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ ماہرین فن جس قدر علم و تحقیق میں آگے بڑھتے جاتے ہیں ان کی حیرت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اللہ کی غیر محدود قدرت اور جو کچھ آسمان کے نام سے ہے اس کی بے پایاں وسعت و بلندی معلوم کرنے میں اپنی بے بسی کے اقرار پر انہیں مجبور ہونا پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں جو کچھ معلوم ہے اسکو بنیاد بنا کر سات آسمان کی تفسیر کرنا اٹکل میں تیر چلانا ہے۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ سات آسمان کا مطلب اللہ کے علم کے حوالہ کیا جائے اور اس سے اللہ کی غیر محدود قدرت اور آسمان کی بے پایاں وسعت و بلندی کا یقین کیا جائے۔

پھر دوسری جگہ طبقات کا ذکر ہے (سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا : ملک ۳، نوح ۱۵) سات آسمان اوپر نیچے) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوپر نیچے سات آسمان ہیں۔ ممکن ہے زمین سے اوپر جس قدر عالم ہیں اور وہ بہت ہیں ان کو سات طبقوں میں تقسیم کیا گیا ہو اور بلندی و وسعت کے لحاظ سے ہر طبقہ کے آسمان علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوں۔ دیہ بھی ایک اندازہ ہے حقیقت حال کا علم اللہ ہی کو ہے۔

علم و تحقیق کی جدید دنیا نے زمین سے اوپر کے متعلق جس قدر معلومات فراہم کی ہیں ان میں کوئی بھی قرآن کے خلاف نہیں ہے۔ البتہ اس کا ایک حصہ بڑا قدیم علم و تحقیق کے بے شک خلاف ہے جس کو لوگوں نے قرآن کے خلاف سمجھ رکھا ہے۔ (جاری ہے)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی آپکی دینی معلومات میں اضافہ اور تبلیغ کے لئے اشاعت کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقہ کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔